Title Fornt

اعوذ باالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء... الاحزاب

ام المؤمنین

عائشۃ رسول اللہ

رضی اللہ عنہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنفہ: النبراس

بہاول پور

Back Title

جملہ حقوق محفوظ بحق النبراس

استعیذ بللہ ... و بسم اللہ ..

ہدیہ بحضرت

السید محی الدین عبد القادرالجیلی

رضی اللہ عنہ

و

تحفہ بحضرت

السید غلام محی الدین بابوجی الگولڑوی الجیلی

رضی اللہ عنہ

فرمان مولیٰ علی المرتضیٰ

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۔ہم سمجھتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سمجھتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں۔

قرب الاسناد:۱۔۴۵۔

حضرت علیؓ اپنے مخالفوں کو نہ مشرک قرار دیتے تھے نہ ہی منافق، بلکہ کہا یہ ہمارے بھائی ہیں جو ہم سے بغاوت پر اتر آئے ہیں۔

قرب الاسناد:۱۔۴۵۔

(Sponsered by)

ORM Advertisement®

ormadvertisement@gmail.com

www.orm.com.pk

+92 300 645 6323

السابق

ہمیں چاہیے بحیثیت مسلمان اپنے جذبات اور سوچ کو اس حد تک فعال رکھیں کہ اپنی دینی شخصیات کے بارہ میں معلومات کے ذرائع کو پرکھ سکیں کہ آیا وہ مبنی برحق ہیں، ہماری رہنمائی میں مخلص ہیں؟

لاتعداد طریقوں پر ہمیں دین اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے صدیوں سے ہر قسم کی کوشش جاری ہیں_ تقریری_ تحریری_ ہر موڑ، ہر کونہ، ہر چوک، ہر جگہ_ نامحسوس انداز میں نفسیاتی اُصولوں پر ہر گرُ استعمال کیا جارہا ہے۔ حتیٰ کہ وہ شخصیات جو دینی معلومات بہم پہنچانے کی ذمہ داری اُٹھائے ہوئے ہوتی ہیں یا تو ایسی کاوشوں کی عمداُ ذمہ دار ہیں یا سستی، کم یا بے علمی کے سبب، یا پھر متاع الدنیا قلیل کے حصول کی خاطر ان سازشوں میں شریک ہوتی ہیں۔

اس سب کی بنیاد خود اہل اسلام کو اسلاف بزرگان دین مبین سے متنفر کر کے اسلام سے بے گانہ کر دینے اور غیر اسلام کو بطور اسلام شہرت دے کر خود ہمیں ہی اسلام کے خلاف متحرک کر دینے پر ہے۔

چاہیے یہ ہے کہ حکم قرآنی: ولو ردوہ الی الرسول و الی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطو نہ منہم...

(ترجمہ:اگراس معاملہ کورسول اللہ کے پاس اوراپنوں سے اولوالامر کے پاس لے جاتے توضروراسکی حقیقت جان لیتے وہ جوانمیں سے تحقیق کرنے والے ہیں۔) النساء:83 پر ہمیشہ عمل پیرا رہیں۔اس حکم کے بارہ میں تفسیر خازن میں ہے کہ اولی الامر منہم یعنی ذا العقول و الرای والبصیرۃ بالامور منہم ۔یعنی کوئی مشکل میں ڈالنے والا معاملہ ہوتو اُس کے بارہ میں عقل مندوں اور صاحب رائے اور بصیرت سے رابطہ کرنا ازروئے قرآن ضروری ہے۔

بہت سے لوگ اپنا تعلق علم سے ظاہر کرتے ہیں مگر جب اُن کے غیر صحیح خیالات کی اصلاح کی خاطر کہا جائے کہ...تعالوا الی ما انزل اللہ و الی الرسول رائیت المنافقین یصدون عنک صدودا۔ النساء:61 یعنی ایسے لوگ خود اصلاح کرنے والے کے آگے دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔اسی لیے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازی نے لکھا،واذا قیل لہم تعالوا ...قال المفسرون انما صدالمنافقین عن حکم الرسول ﷺ لانہم کانوا ظالمین ...کان ذالک الصد لعداوتہم فی الدین ۔تفسیر کبیر۔ترجمہ:اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ...کہا مفسرین نے صرف بات یہ ہے کہ رسول اللہ کے حکم سے

منافقین کا روکنا انکے ظالم ہونے کی وجہ سے تھا۔۔انکا یہ روکنا دینی دشمنی کے سبب سے تھا۔
اور تفسیر جلالین میں ہے نزل فی جماعت من المنافقین او فی ضعفاء المئومنین کانوا یفعلون ذلک فضعف قلوب المئومنین و یتاذی النبی ﷺ ترجمہ: یہ آیت منافقوں کے ایک گروہ یا کمزور ایمان والوں کے بارہ میں اتری ۔وہ ایسا کرتے رہتے تھے تو مسلمانوں کے دل کمزور ہوتے اور نبی پاک کو تکلیف ہوتی۔
آئیں ! دینی خلوص کے ساتھ اُٹھیں، حق اور باطل میں امتیاز کے لیے حقیقی معلومات حاصل کریں تا کہ اندھادھند اغیار کے بچھائے ہوئے جال میں نہ جا پھنسیں اور جو اُن کا شکار ہو چکے ہیں اُنہیں بحفاظت نکال لائیں۔اس کا آج حالات اور بھی زیادہ پُر زور طور پر تقاضا کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ حامی و ناصر،رسول اللہ ﷺ ہادی ء وافر ہو آمین۔

چند کلمات کا تعارف:

یہ ضروری ہے کہ پہلے چند الفاظ سے، جن کا موضوع سے تعلق ہے متعارف ہو جائیں۔

ام = اصل ,ماں۔ مومن = ایمان والا ، (قرآن مجید میں یہ لفظ صحابہء رسول کے لیے استعمال ہوا۔) عأشہ = شریکہ حیات

(جب لفظ الرسول یا رسول اللہ بولا جاتا ہے تو ذہن فوراً حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ صفاتی نام ترقی کر کے ذاتی نام یعنی علم کے درجہ میں پہنچ گیا ہے۔)

حمیرٰی = سفید و سرخ رنگت والی، من موہنی۔

قصاص: خون کے بدلہ خون کرنے کو کہا جاتا ہے (تفسیر نعیمی)

دیت: مقتول کے ورثاء یا ایک وارث قصاص کے بدلے مال لے کر قاتل کو چھوڑنے پر آمادہ ہوں تو وہ مال دیت کہلائے گا۔ جو کہ شرع میں مقرر کردہ ہے۔ مرد مقتول ہو تو دیت 100 اونٹ ،عورت ہو تو 50 اونٹ۔ اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔ تفسیر مظہری وغیرہ۔

الکفو : ہم پلہ، ہم پایہ، برابر۔ (المنجد)۔ یقال فلان کفء لفلان فی المناکحة...قال تعالیٰ:(ولم یکن لہ کفوا احد)المفردات۔

الکفو: العدیل:النظیر و الصاحبة والولد(خازن)

ابتدائیہ:

وہاں نہ مدرسہ تھا نہ جامعہ ,بڑے خود چھوٹوں کے معلم ومربی۔ پیدا ہوتے ہی نومولود ,پہلے سے موجود سے سیکھنا شروع کرتا تھااوراس طرح سب کچھ سیکھ لیتا۔پڑھنا بھی ،لکھنا بھی ،طرح طرح کے علوم بھی ،طرح طرح کے فنون بھی۔"الوالد والوالدۃ FN:1 معلمان ومربیان لولدیھما" کافطری اصول کارفرماتھا۔

مگرصرف آٹھ نوسال کی عمرتک کوئی کتنا سیکھتا ہے۔مگر یہ دیکھیں کہ نوسالہ بنت ابی بکرالصدیق بن عثمان نے (بعدتزویج) صرف نوسال کی رفاقت رسول اللہ میں" کیا تعلیم پائی ،کیا تربیت حاصل کی ،کتنی رفعت مقام کو پہنچیں اورانھیں رسول اللہ ﷺ سے کتنی ذہنی مطابقت حاصل ہوئی"۔

پیدائش کے نوسال FN:2 بعد جب آپ کی شریکہ حیات بنیں تو آنے والے چند سالوں میں حافظۃ القرآن ،متجودہ ،قاریہ ،حافظۃ الحدیث اور عالمۃ و معلمۃ القرآن والحدیث بن گئیں۔صرف اتنا ہی نہیں "بعثت معلما" کی شان والے نے غیر پیشہ ورانہ طریقہ پر شب وروز کی صحبت کا اثر ڈال کر مسلمانوں کی ماں کومتعدد گراں بہاعلوم میں ایسی مہارت تامہ بخشی کہ ہر علم کی امامت کے رتبہ علیا کوپہنچیں۔

طرزتعلیم رسول: عام اور سادہ انداز میں گفتگو کرتے ہوئے گہری معلومات

ذہن نشین کرا دیتے تھے۔ مثلاً" آپ سے آقا کائنات نے ایک بار فرمایا،
حمیرٰی! کیا تم جانتی ہو ملاء اعلی FN:3 میں اللہ عزوجل فرشتوں سے کیا فرما
رہے ہیں؟...فرشتے بارگاہ صمدیۃ میں کیا عرض گزار ہیں؟آقا باتوں
باتوں میں عقائد واعمال وغیرہ سے متعلق سبق پر سبق پڑھاتے تھے مگر پتہ
چلتا تھا کہ عام روزمرہ گفتگو فرمارہے ہیں۔ چنانچہ اگر ام المؤمنین عائشۃ
الحمیرٰی FN:4 رضی اللہ عنہا کو:

فقہ FN:5 میں دیکھو تو ایسی عالم گیر وسعت کہ جو پوچھو قرآن وسنت کی روشنی
میں بلاتأمل جواب پاؤ۔

قــرآئــت FN:6 میں دیکھو تو ساتوں متواتر قرائتیں ازبر اور مشہور قرائتوں
میں کامل مہارت اور شاذ کو بھی نوک زبان پاؤ۔ آپ فرماتی تھیں مجھے معلوم
ہے قرآن کا فلاں حصہ کہاں اترا، کس حال میں اترا کس کے بارے میں
اترا اور اُس کا مفہوم کیا ہے۔ نیز فرماتیں میں جانتی ہوں رسول اللہ ﷺ فلاں
موقع پر کس حال میں تھے فلاں بات آپ نے کب اور کیوں کہی۔

ایام العرب FN:7 میں دیکھو تو اپنے عہد کے ماہرین تاریخ کا استاد پاؤ۔

لسان العرب FN:8 میں دیکھو تو بڑے بڑوں کی رہنمائی کرتا ہوا پاؤ۔

شاعری جو ایک بلند رتبہ وصف تھا، میں یکتا۔ جس صنف میں چاہو، اُسی میں
کامل پاؤ۔

تعبیر الرؤیا ءمیں آپ کو خصوصی مقام حاصل تھا۔

فن حرب میں آپ پوری طرح طاق تھیں۔ شہ سواری ،شمشیر زنی، تیر اندازی وغیرہ کا اپنا انداز تھا اور ترتیب لشکر اور پیش بندی میں منفرد۔

علم الانساب تو آپ کا خاندانی فن تھا۔قریش کے ہر قبیلہ اور ہر قبیلہ کے ہر فرد کے نسب اور متعلقین کا انسائیکلو پیڈیا تھیں۔

فن طب میں نہ صرف انسانوں کے علاج کی ماہرہ، بلکہ حیوانات کے علاج میں بھی بے مثال طبیبہ اور فن جراحت میں بہترین سرجن۔ نباض ایسی کہ نبض پر ہاتھ رکھتے ہی ساری تشریح (اناٹمی) نگاہوں سے گزر جاتی اور مقام مرض پیش خدمت دست بستہ ہو جاتا۔

کتابت میں ایسی دسترس کہ تیز رفتاری سے لکھتیں اور الفاظ کو موتیوں کی صورت بخشتیں۔ دیکھو تو بے اختیار کہو "کانہ الؤلؤ مکنون"

خطابت میں اس درجہ کو پہنچیں کہ چاہو تو موجدۃ خطابت کہہ سکتے ہو۔ بے حس کو جوش خطابت سے شعلہ جوالہ اور بپھرے ہوئے مجمع کو لمحہ بھر میں پرسکون کر دیتیں جیسا کہ "جمل" میں ہوا۔

صوم النہار و قیام اللیل میں اپنے آقا ﷺ کی کامل پیروکار۔ اللہ کے محبوب نبی ﷺ اپنی رات کی لمبی نماز کے اختتام پر بآواز اللہ اکبر کہہ کر اشارۃ نماز شب گانہ کی طرف متوجہ فرماتے تو بلا تامل اُٹھ کے تعمیل ارشاد فرماتیں۔ بعد

وصال نبی تو دو تہائی رات نماز کا شغل عمر بھر جاری رہا۔

سخاوت میں نئے طرز کی موجدہ۔آپ کی ایجادات کی پیروی آج کی جدید دنیا میں NGOs کا نام پانے والے لوگ کرر ہے ہیں اور یوں اماں جانی کے نقوش پا عالم کے لیے نشان منزل ہیں۔

عصمت میں کلام اللہ کی گواہی آپ کے حق میں نازل ہوئی یوں شریف عورتوں کی پاک دامنی کی حفاظت تعلیم قرآن میں شامل ہوئی۔

خدمت گزاری ناخداFN:9 میں رہتی دنیا تک کے لیے نمونہ کامل الحسن۔

رسول اللہ کے من کو بھانے والی ایسی کہ جب،سئل رسول اللہ ﷺ"من احب الیک یارسول اللہ ؟" قال : عائشۃؓ(ثم سئل)ومن الرجال ؟قال ابو ھا۔

ترجمہ :پوچھا گیا اے اللہ کے رسول آپ کو کس سے سب سے زیادہ پیار ہے؟فرمایا عائشہ سے۔پھر پوچھا گیا،مردوں میں؟فرمایا،اُس کے باپ سے۔(بخاری)

ام المؤمنین کو قرب رسول نے اسوۂ حسنہ FN: 10 کی ایسی عادت ڈالی کہ آپ ختم رسل ﷺ کے کردار کے سانچے میں ڈھلی سراپاء حسن خلق عظیم کا آئینہ نظر آتی ہیں۔اطاعت میں یہ کمال پایا کہ آپ نے سائل کے جواب میں عائشہ کہہ کر یہ بتایا کہ میری شریکہ حیات میرے دل میں بستی ہے۔اب

جب کہ حیات الرسول اُسی طرح جاری ہے کما کان فی ھذہ الدینا الظاھرہ ،تو اب بھی وہی مکین دل آپ کی زندگی میں ہستی ہیں۔رضی اللہ عنہا وبھا عنا،آمین۔

سیدولدآدم ﷺ نے حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کوام المؤمنین سے محبت کا سبق پڑھاتے ہوئے فرمایا تھا:

ای بنیۃ ! الست تحبین ما احب ؟قالت (فاطمہ)بلٰی ،فقال فأحبی ھذہ۔(یعنی عائشہ)بخاری۔

ترجمہ:بیٹی! کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں کرتا ہوں؟عرض کیا: کیوں نہیں۔تو فرمایا اس سے (یعنی عائشہ) سے محبت کرو۔

آپ ﷺ کا آپ کے ساتھ خصوصی انداز محبت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ ہستی ہیں جن کی دل جوئی رسول اللہ اس طرح فرماتے تھے:

مثال:1

گھر میں طاقچہ میں رکھے کھلونوں میں سے ایک پر دار گھوڑا ملاحظہ فرما کر سرتاج نے شریکہ حیات سے فرمایا: گھوڑے کے پر؟عرض کیا جبرائیل کے گھوڑے کے پر ہوتے ہیں ناں۔اس کے ہیں تو اس کے بھی! آپ

بے ساختہ ہنس دیے۔اس سے آپ کی کمال درجہ باریک بینی اور شائستہ انداز کی حاضر جوابی ہویدا ہے۔

مثال:2

روزِعید جنگ جو FN:11 صحابہ اپنی مہارت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔سید المجاہدینﷺ دروازہ میں آڑ بن کے کھڑے ہوگئے۔سیدہ پشت پر کھڑی تھوڑی کندھے پر رکھے نظارہ کرتی رہیں جب تک تھک کر نہ ہٹیں، نہ ہی ماہرین نے بس کی اور نہ ہی اللہ کے رسول ہٹے۔فن حرب FN:12 کی تربیت کا یہ انوکھا انداز تھا۔

ویران راستے پر ہر دو زوج نے دوڑ لگائی۔ایک بار شریکہ حیات آگے نکلی تھیں مگر بار دیگر سرتاج مکرم جیت گئے۔تو فرمایا حمیری! یہ دوڑ اس دوڑ کا بدلہ ہوئی۔اس طرح عدل قائم کرنے اور اعتدال برقرار رکھنے کی تعلیم دی۔

گھر میں معاشرت کا انداز:

چراغ کی لو میں اماں جان قوم مسلم کپڑے مرمت کر رہی تھیں۔نور مجسم بھی تشریف رکھتے تھے۔چراغ بجھا،سوئی انگلی میں چبھی،زمین پر گری ساتھ ہی اوئی کی آواز سنائی دی۔نبی اللہ ہنسے،دانت مبارک چمکے،کمرہ روشن ہو گیا نیچے پڑی سوئی نظر آ گئی۔یوں سرکار نے اپنی حقیقت کے نور کا نظارہ کرایا تو ام المؤمنین پر حقیقت محمدیہ FN:13 کا سربستہ راز آشکار ہوا۔

حبیب اللہ ﷺ نے فرمایا: حمیرا ی میں تمھارا اپنے سے خوش ہونا اور ناخوشی کا اظہار کرنا اس طرح پہچان لیتا ہوں کہ تم راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو آپ کے رب.... اور جب نہیں ہوتی تو کہتی ہو ابراھیم کے رب...۔

تنبیہ: کیا یہ لاڈ، یہ چاؤ، اور سارا لحاظ محض بیوی ہونے کی وجہ سے تھا؟ یا ایسی بیوی ہونے کی وجہ سے کہ جو اوصاف واعمال اس کے تھے کسی دوسری اور کسی دوسرے کی زوج کے نہ تھے۔ آپ کی ازواج کو تو یہ رفعت مکانی حاصل ہے کہ قرآن نے فرمایا یا نساء النبی لستن کاحد من النساء.... (الاحزاب) اور اس زوجہ خاص کے لیے فرمایا ...تبتغی مرضات ازواجک ۔(یہ جملہ کلام اللہ حضرت عائشہ وحضرت حفصہ رضی اللہ عنہما سے متعلق ہے۔) اور خاص حضرت الحمیرا ی کے لیے اشرف انبیاء نے فرمایا تھا جبرئیل یُقراء لک السلام...۔ بخاری ومسلم۔

آئیے آپ کی شخصیت کو آپ کے کردار کے آئینہ میں دیکھیں:-

☆مزاج شناس رسول اللہ ﷺ: ام المومنین مزاج شناس رسول تھیں۔ یہ وصف انسان کو فقاہت فی الدین میں اعلیٰ مرتبہ پر پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایک دفعہ جب حبیب اللہ، ام المومنین کی گود میں سر رکھے آرام فرما رہے تھے کہ ام المومنین کے بھائی حاضر خدمت ہوئے۔ اُن کے ہاتھ

میں مسواک تھی نبی محترم کی نگاہ اُس مسواک کی طرف دیکھ کر ام المومنین سمجھ گئیں کہ حضور اُس کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔لہذا مسواک لے کر چبا کر نرم کر کے حضور کی خدمت میں پیش کی اور آپ نے اُسے استعمال فرمایا۔یوں ام المومنین کو یہ منفرد فضیلت حاصل ہوئی کہ آپ کا لعاب دہن بذریعہ مسواک آں حضور کے لعاب سے ملا۔

وصال رسول پاک ﷺ کے کچھ عرصہ بعد آپ نے کہا تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ آج کے حالات زمانہ کو ملاحظہ فرماتے تو لوگوں (یعنی نو واردان مدینہ منورہ) کے غیر محتاط انداز کے سبب عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیتے۔

☆رسول اللہ کا کفو ہونا: کفو کے مندرجہ معانی میں سے ایک معنی بیوی ہونا بھی ہے۔تو اس طرح بیوی شوہر کی ہم پلہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے شریکہ حیات کہلاتی ہے۔یوں تو آپ ﷺ کی کئی بیویاں ہیں مگر جو رتبہ اور قرب حضرت سیدہ عائشہ الحمیرٰی کو حاصل ہے وہ اپنی مثال آپ ہے آپ رسول اللہ کی حیات میں جتنی شریک بنیں وہ لفظ عائشہ سے عیاں ہے۔جس کا معنی ہی شریکہ حیات ہوتا ہے۔جس طرح آپ کا نکاح حضور سے منجانب اللہ ملاءاعلیٰ میں ہونا قرار دیا گیا اسی طرح آپ کا نام بھی اور مقام بھی منجانب اللہ ہوا۔یوں آپ اسم با مسمّٰی ہوئیں۔یہ قرب اتنا زیادہ تھا کہ ایک دن

حضور گھر تشریف لائے اور ام المؤمنین سر باندھے ہوئے تھیں۔ پوچھا حمیرٰی کیا ہوا؟ عرض گزار ہوئیں سر درد ہوا۔ فرمایا تمہیں ہوا تو ہمیں ہوا۔ یہ کہہ کر آپ نے بھی سر باندھ لیا اور یہ اُس وقت کھلا جب آپ نے ملاء اعلیٰ کو روانگی فرمائی تا کہ الرفیق الاعلیٰ سے جا ملے۔

☆النبی اولیٰ بالمئومنین ...امہاتہم ،(اسی آیت کی قرآئت عن ابن مسعود ہے :والنبی ابوہم۔)

رسول اللہ کو مئومنین کے احق ہو نے کے ذکر کے ساتھ ازواج النبی کا مئومنین کی مائیں قرار دینا یہ پتہ دیتا ہے کہ جس طرح النبی ﷺ مسلمانوں کے سب سے زیادہ حق دار ہیں، آپ کی ازواج بھی سب سے زیادہ حق دار ہیں کہ اُن کا ادب کیا جائے، اُن کی خدمت کی جائے اور اُنہیں سگی ماں سے زیادہ مرتبہ پر مانا جائے (حرمت میں واحترام میں)۔ چنانچہ علماء نے لکھا:

نمبر 1:"اُس کی عورتیں سگی ماں ہیں حرمت میں پردہ میں نہیں"۔

(موضح القرآن عبدالقادر :الشیخ الدہلوی۔)

نمبر 2:اس لیے مسلمان پر اپنی جان سے بھی زیادہ آپ کا حق ہے۔آپ کی اطاعت مطلقا اور تعظیم بدرجہ کمال واجب ہے اور اسی میں تمام احکام و معاملات آ گئے۔ازواج کا امہات ہونا باعتبار تعظیم کے ہے اور تعظیم کی ایک نوع تحریم بھی ہے۔اس لیے تحریم بھی واقع ہوئی۔ تفسیری حاشیہ مولانا تھانوی

نمبر۲: نکاح کے ہمیشہ کے لیے حرام ہونے میں ... حاشیہ نعیم الدین: مولانا مرادآبادی

جس ہستی سے آخری لمحات تک رسول اللہ راضی رہے اُس سے کون سا مسلمان ہوگا کہ کسی بھی بے ادبی یا عدم محبت کا ذرہ سا بھی اشارہ کر سکے ((والدین کو ایذا رسانی کی حرمت تو قرآن نے لاتقل لہما اف و لاتنھرھما فرما کردی اور اُن کے ادب اور اُن پر رحمت کا امر یوں فرمایا و قل لہما قولا کریما ۔ و اخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ ۔ اور اُن کے لیے دعا گو رہنے کی تلقین یوں فرمائی: وقل رب ارحمھما اور اُن کے احسان ربوبیت کو یوں جتلایا کما ربیانی صغیرا ۔ یہ تو ارشاد ہے ہر دو والدین کے لیے جو کہ حدیث میں اس طرح ہے۔ الجنت تحت اقدام الوالدین اور الجنت تحت اقدام الاباء اور الجنت تحت اقدام الامہات ۔

اتنا پرزور مضمون تو اُن والدین کے لیے ہے جنکا تعلق مادی اور دینوی ہے اور وہ جن کا تعلق روحانی ہے اور ہر دو عالم میں پھیلا ہوا ہے اُن کے آداب و حقوق کا اندازہ کرلینا چاہے۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ دنیا و عقبی میں مرتبہ ابویت رکھتے ہیں تو اس طرح ام المومنین عائشہ رسول اللہ کے احترام و حق دعاء خیر کا احساس ہر مسلمان خود کر سکتا ہے۔ ہر کہ خدمت

کر د مخدوم شد۔ ماں کے اسی حق خدمت کے سبب صحابہ کرام ام المومنین کے حضور نذرانے پیش کیا کرتے تھے اور وہ انہیں اپنے فرزندان ایمانی میں بانٹا کرتی تھیں۔ اس شفقت پر لاکھوں ماؤں کی ممتا قربان کی جاسکتی ہے کہ حکم تو حرمت نکاح کے حق میں ہو مگر ماں اپنے مومن بیٹوں پر اتنی مہربان ہیں کہ اپنی ضروریات کو نظر انداز کر کے سب کچھ تقسیم فرما دیا کرتیں رضی اللہ عنہا وسلام اللہ علیٰ بعلہا وعلیہا۔

☆ عجوز ہونا آپ کی فضیلت ہے: آپ صرف حجلہ عروسی رسول اللہ ﷺ میں آئی تھیں اور آپ کی کوئی اولاد نہ ہوئی اور نہ ہی آپ کبھی حاملہ ہوئیں۔ یہ آپ کی فضیلت ہے کہ آپ کے حجرہ مبارکہ کو روضة من ریاض الجنت (بخاری) ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور جنت میں تغیر نہیں۔ وہاں حمل و ولادت نہیں۔ کیونکہ اس طرح عورت میں بہت تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جب کہ جنت میں زوجین کے ملاپ کے باوجود زوجہ باکرہ ہی رہے گی۔ چنانچہ ام المومنین کی دنیا میں بھی یہی فضیلت تھی لہذا بے اولادی آپ کی فضیلت خاصہ ہے۔ کہ زوج مکرم ہر مرتبہ اپنا حظ حاصل کر لیتے اور پھر سے باکرہ ہوتیں، ثیبہ نہ ہو جاتیں۔

☆ فراست منومنانہ: سیدہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے جب حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے اپنی وراثت سے متعلق بات کی تھی اور اُن کے جواب سے مطمئن

ہو نے کے بعد اپنے مطالبہ کے بارہ میں پھر کوئی کلام نہ فرمایا تھا اس خاموشی سے شبہ کیا جا سکتا تھا کہ شاید بی بی رضی اللہ عنہا کو وہ جواب باصواب پسند نہیں آیا۔ اسی خدشہ کو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اپنے والد گرامی کے حضور پیش کیا اور کہا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ بی بی ناراض ہو گئی ہوں۔ بخاری کی حدیث میں تفصیلی بات نہیں بتائی گئی بلکہ صرف اتنا روایت کر دیا گیا ..فغضبت(فاطمہ)ولم تکلمہ ۔ یہ صرف خدشہ تھا جس کے بارہ میں تسلی کرنا ضروری سمجھا گیا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر بنفس نفیس چل کر در فاطمہ الزہراء پر پہنچے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ خدمت بتول میں جو پس پردہ تشریف فرما تھیں، اپنے خطرۂ خاطر سلیم کو عرض کیا۔ سیدہ البتول نے اپنی ناراضی کے خدشہ کو اپنی راضامندی کی خوشخبری سے دور فرما دیا یہ کہہ کر میں آپ سے اے خلیفۃ الرسول راضی ہوں، (الحدیث)

☆ آپ کے والد اتقی بین المؤمنین ہیں: ام المؤمنین کو یہ شرف تو حاصل ہی ہے کہ جو صاحب الی الرسول ہے وہ آپ ہیں اور آپ کے والد بھی۔ آپ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ قرآن کریم نے آپ کے والد حضرت سیدنا ابو بکر عبد اللہ الصدیق الاکبر کو اتقی (سب سے زیادہ صاحب تقویٰ) قرار دیا ہے۔ چنانچہ سورت اللیل میں ارشاد باری تعالیٰ: وسیجنبھا الا تقی ۔الذی یؤتی مالہ یتزکیٰ.وما لاحد عندہ من نعمۃ

تجزٰی ۔الابتغآء وجه ربه الاعلٰی ۔ ولسوف یرضٰی ۔

یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں ۔جن میں یہ بتایا گیا ہے آگ سے اتقی بچالیا جائے گا وہ جو اپنا مال حصول تزکیہ کے لیے دیتا ہے ۔جس کو دیتا ہے اُس کا اُس پر کوئی احسان نہیں جس کی احسان مندی کرتا ہو۔صرف اپنے رب اعلی کی خوشنودی چاہتا ہے اور اب وہ ایسا رتبہ پالے گا جو بہ زبان شاعر ...بتا تیری رضا کیا ہے؟ FN:

☆خصوصی ترجیح :ام المومنین کے اطوار و اعمال و اوصاف نے واضح طور پر بتادیا کہ وہ آنحضرت کی سب سے چہیتی ہونے کا حق رکھتی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا تھا: کہ عورت سے شادی اُس کے حسن (صوری) کے سبب کی جاتی ہے ،یا پھر دولت مندی کے سبب ،یا اعلی خاندانی ہونے کی وجہ سے یا پھر دین میں رتبہ ہونے کی وجہ سے ۔تم دین کی وجہ سے شادی کیا کرنا ۔اس اعتبار سے چونکہ حضرت ابوبکر نے اپنی بچی رسول اللہ ﷺ کی دل جوئی کے لیے بیاہ دی تھی ،اُس خاتون معظمۃ کا دین سب پر واضح ہوگیا ۔لہذا رسول اللہ ﷺ کے حضور دیگر سب پر ترجیح پا گئیں ۔

☆قرآن وحدیث کی فہم :فرمایا کرتیں ،تم یہ بات اس طرح کہہ رہے ہو حالانکہ قرآن میں تو یوں آیا ہے ۔جس طرح تم کہہ رہے ہو اگر ایسا ہی ہوتا تو کلام یوں ہوتا ،مگر کلام تو یوں ہے ۔(مثلا) حضرت عروہ نے کہا کہ اللہ

کےقول فمن حج البیت او اعتمرفلا جناح علیہ ان
یطوف بہما کامطلب ہوا جوشخص حج وعمرہ میں سعی نہ کرے اُس پر
گناہ نہیں۔اماں جی نے فرمایا :اگر ایسا ہوتا تو قول اللہ عزوجل ہوتا ...
لا جناح علیہ ان لا یطوف بہما ؕ اس مثال سے جہاں
آپ کی عربی میں مہارت کا پتہ چلا وہاں مراد الٰہی پا لنےاور لوگوں کی
اصلاح کرنے کاامی کا جذبہ بھی واضح ہوا۔

مثال نمبر2: آپ نے سنا کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ ..قال لوالدیہ
اف لکما اتعداننی ان اخرج .. حضرت عبدالرحمان بن ابی
بکر کے بارے میں نازل ہوئی ۔یہ سنتے ہی انکار کرتے ہوئے
فرمایا: نہیں، بلکہ جس کے بارے میں اتری تم پوچھو گے تو میں بتا دوں
گی (بخاری)۔حضرت ابن عمر نے رسول پاک کے عمروں کے بارہ میں بتایا
تو فرمایااللہ ابن عمر پر رحم کرے آپ کے عمروں میں وہ موجودتو تھے۔اور
حضور نے کوئی عمرہ رجب میں نہیں کیا۔(بیہقی نے حضرت عائشہ سے
روایات کیا کہ حضور نے تین عمرے کیے۔اورعینی میں ہے کہ ایک عمرہ شوال
میں اور دوذوالقعدہ میں۔)

امام ترمذی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کوکوئی مشکل پیش
آتی توام المؤمنین اُسے حل فرمادیا کرتیں۔علامہ شبلی نے لکھا،اُن کی علمی

زندگی نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔خلفاءِ ثلثہ کے عہد میں آپ کا فتوی جاری رہا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علمی اجتہادات کے لیے ایک مستقل تصنیف درکار ہے۔

نیز لکھا حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت میں کامل تھیں اُن کی قابلیت، ذہانت قوت اجتہاد، دقت نظر و وسعت معلومات ایسے اوصاف ہیں جو اُن کی دیگر خواتین پر ترجیح کہ اصل اسباب ہیں۔

قاضی منصور پوری نے لکھا: ازواج میں یہی ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت ،اسلامی دودھ سے پرورش ہوئی صرف یہ ہیں جن کا پہلا (اور آخری) نکاح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے ہوا۔آپ کی شادی کا اہتمام حظیرۃ القدس FN: 14 میں ہوا۔ نبی پاک نے اُن کی شادی کو منجانب اللہ فرمایا FN: 15 بخاری شریف کی حدیث میں ہے :لاتعداد مرد کمال کو پہنچے مگر عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کمال کو پہنچیں مگر عائشہ کی فضلیت ایسی ہے جیسی کہ تمام کھانوں پر ثرید FN: 16 کو ہے۔

وہ کیا وجوہات تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سب سے افضل قرار دیا؟ آیئے اس کا جواب آپ کے کردار کے آئینہ میں تلاش کریں۔

☆ ام المؤمنین کی برکات: آپ کا ہار سفر میں گم ہوا FN: 17۔ بظاہر تو یہ صحابہ کے لیے پریشانی کا سبب بنا،مگر درحقیقت مسلمانوں کے لیے ایک عظیم

الشان سہولت کا باعث بنا۔موقع وقوعہ پر پانی کی نایابی سے جولوگ مضطرب ہوئے ،تیمّم کی آیت کے نزول سے اُن کے دلوں کومسرت مہیا کی گئی۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے سفر وحضر میں لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں یوں ام المؤمنین کا اجر روز افزوں رہتا ہے۔

☆حافظہ :اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثال صفت حافظہ سے نوازا تھا۔ نبی مکرمﷺ کی زندگی اور آپ کے فرمودات ومروی احکام کا بہت بڑا حصہ آپ کی ذات سے حاصل کردہ شدہ ہے۔آپ سے مروی احادیث کی تعداد تقریبا2230 ہے۔

☆سخاوت : آخری FN: 18چند سالوں میں نبی اکرمﷺ اپنی ازواج کو سال بھر کا خرچ ایک ساتھ دے دیا کرتے تھے۔ام المؤمنین وہ تمام روزی جو درہم،جنس خوردنی وغیرہ کی صورت میں ہوتی تھی، حاجت مندوں، سائلوں ہمسایوں وغیرہ میں تقسیم فرما دیا کرتیں اور خود اسوۂ حسنہ رسول سے کلی مطابقت کرتے ہوئے بالکل ہلکی پھلکی ہو جاتیں۔اور اپنی ضروریات کی ذرا بھر پرواہ نہ کرتیں۔یوں"ویوثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصہ" کا نمونہ اکمل بنیں۔

آپ اور آپ کی خادمہ بریرہ روزہ سے تھیں۔شام کو سائل نے در پر صدا دی :اے اہل بیت رسول !پردیسی ہوں روزی سے محروم بے یار

ومددگار، بھوکا بھی۔اماں جان نے خادمہ سے فرمایا انگور جو افطار کے لیے رکھا ہے (اُس کے سوا کچھ اور گھر میں نہیں تھا) وہی سائل کو دے دو۔ بریرہ نے عرض کیا افطار کس سے کریں گی؟ فرمایا سائل کو خالی لوٹانا اہل بیت رسول کے لیے ممکن نہیں۔ایک اور بار صرف بکری کا ایک پیر گھر میں تھا تو ایک اور دفعہ کھال کی جائے نماز سائلوں کو دے دیں۔

آپ کی عادت تھی کہ شہداء میں سے کسی کی لا وارث یا نادار لڑکی کو گود لیتیں، پالتیں، تعلیم و تربیت فرماتیں بالغ ہونے پر بیاہ دیتیں خرچہ خود اُٹھاتیں۔ایک بار شروع زمانہ بعد ہجرت آپ رضی اللہ عنہا نے ایسی بچی بیاہی۔جس خاندان میں بیاہی وہ انصار مدینہ کا تھا۔بارات کی روانگی کے وقت آقاء دوجہاں تشریف لائے اور رخصتی کی سادہ ترین مثال کو ملاحظہ فرماتے ہوئے پوچھا، دف بجانے والیوں اور شادی بیاہ کے گیت گانے والیوں کو نہ بلالیا ؟انصار کے ہاں کا تو یہ رواج ہے۔پھر کسی کو بھیج کر ایسی لڑکیوں کو بلایا اور بارات کے ہمراہ روانہ فرمایا۔

☆جزبہ ایثار: روضہ رسول اللہ میں جو جگہ اپنے دفن ہونے کے لیے رکھی تھی، وہ حضرت عمر کی درخواست پر انھیں بخش دی FN: 19۔ یہ ایک ایسا ایثار ہے جس میں کوئی آپ کا سہیم ہوسکتا ہی نہیں۔

☆تعلیم و تعلم: آپ کا طریقہ تھا خواتین کو گھر پر جمع کرتیں، انھیں متنوع

علوم وفنون سے آراستہ کرنے کی سعی مشکور فرماتیں۔ یوں آپ نے اولین مدرستہ للبنات FN:20 کی بنا رکھی۔ نیز مردوں کے لیے درمیان میں پردہ ڈال دیا جاتا اور ام المؤمنین انھیں درس دیتیں اُن کے سوالات کے جوابات سے نوازتیں اوران کی علمی وکونی مشکلات حل فرماتیں۔ FN:0

صحابہ وتابعین آپ کے دروازے پر حاضری دیتے رہنمائی پاتے۔ دین فہمی میں کوتاہی دور کرتیں اور اصلاح فرماتیں۔ مثلا ایک صحابی نے لوگوں کو روزانہ وعظ کہنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا کسی کسی دن ایسا کیا کرو ورنہ لوگوں میں طلب نصیحت کم ہو جائیگی یا وہ اس سے بیزار ہو نے لگیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی آپ کی طرف کشش کی انتہاء: ایک مرتبہ حضور گھر میں کام کر رہے تھے۔ عرق آلود پیشانی میں ایسا نور چمکا کہ سیدہ مبہوت رہ گئیں۔ حضور نے پوچھا تو اپنے انہاک کے اظہار میں "ہزلی" FN:21 کے چند اشعار سنائے۔ اس پر آقا نے آپ کی پیشانی چوم کرفرمایا ما سررت مني كسروري منك۔ ترجمہ: مجھے جوسرور تجھ سے حاصل ہوا وہ اُس سرور سے زیادہ ہے جو تجھے مجھ سے حاصل ہوا۔

☆حضور کی بیماری لمبی ہوئی تو امہات المؤمنین نے آپ کے اشتیاق کو دیکھ کر اپنی باریاں دلربا ءرسول اللہ کے نام کر دیں۔ آپ اپنی حمیٰری کے ہاں

منتقل ہوگئے۔انہی کی گود میں سر رکھتے تھے۔روئے دلکش پر نگاہیں جماتے
حتٰی کہ آخری سانس ان کے گلے سے لگی حالت میں لی۔اس طرح تادم
آخریں رضاء کا محقق اظہار فرما گئے۔

یہ ہیں وہ چند اوصاف حمیدہ جو فیض نبوت سے ابدی تابانی پا گئے۔
ام المؤمنین کے فضل وکمال کے بارے میں محدثین ومؤرخین نے بہت کچھ
لکھا ہے جن میں امام حاکم ،ابن سعد اور امام احمد بہت نمایاں ہیں۔

حادثة الجمل:

یہ ایک ایسا معاملہ تھا کہ اگر حکم قرآنی،"...کتــــب عــــلیــــکــــم
القصاص فی القتلٰی البقرہ:178 یعنی اے حاکمو تم پر قصاص
لینا فرض کیا گیا۔یا اے قاتلو تم پر خود کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دینا
فرض کر دیا گیا ہے۔خبر دار قصاص سے بچنے کی کوشش نہ کرنا(تفسیر
نعیمی)۔اور...مـن قتل مظلومافقدجعلنالولیه سلطانا
فلایسرف فی القتل ط انه کان منصورا ۔اسراء:33
(ترجمہ:۔۔اور جو ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا
ہے،تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے۔ضرور اس کی مدد ہونی ہے")پر بروقت
اقدام کر لیا جاتا تو صورت حال یوں ترقی نہ کرتی۔اس بارے میں حضرت
عبداللہ بن عباسؓ FN:22 جو حبر امت اور صحابہ میں عظیم مفسر قرآن ہیں کا قول

اصلاح فکر کے لیے کافی ہے۔اُنہوں نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ خون عثمان کے مطالبہ میں امیر معاویہ برحق ہیں کیوں کہ وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صحیح ولی ہیں۔اگر تم نے قصاص میں سستی کی تو امیر معاویہ تمام ملک پر چھا جائیں گے۔اس بارے میں حضرت ابن عباس نے انہ کان منصورا۔ سے استدلال کیا۔

(حاشیہ کنیز الایمان از حکیم الامت)

قتل عثمان مظلوما :حضرت امام ذوالنورین رضی اللہ عنہ مظلوم مقتول ہیں۔کیوں کہ کوئی بھی بات اُن میں نہیں پائی گئی جس کے سبب اُن کا قتل کیا جانا جائز ہوتا:نہ وہ اسلام سے پھرے،نہ اُنہوں نے کسی کو نا جائز قتل کیا،نہ ہی اُنہوں نے زنا کیا وغیر ذالک۔مظلوم مقتول کے لیے تفسیر النسفی میں ہے:من قتل مظلوما غیر مرتکب مایبیح الدم ۔ترجمہ:مظلوم مقتول وہ ہوتا ہے جس کا خون بہانا جائز نہ ہو۔

حضرت خلیفہ ثالث کے مظلوم مقتول ہونے کی مندرجہ ذیل حدیثیں شاہد کافی ہیں: (1)اکرمہ اللہ بہ من الشہادۃ وعدہ بہا النبی ﷺ وہو الصادق والمصدوق ;انہ مظلوم وانہ یومئذ علی الہدیٰ۔ (الصواعق المحرقہ)

عن ابن عمر قال :ذکر رسول اللہ ﷺ فتنۃ فقال

يقتل فيها ہذا مظلوما،لعثمان۔ (ترمذی)

ترجمہ: اُن کو شہادت کی وجہ سے اللہ تعالی نے عزت بخشی جس کا صادق مصدوق نبی نے وعدہ فرمایا تھا(کہا تھا) وہ مظلوم ہوگا اور وہ اس دن ہدایت پر ہوگا۔ حضرت ابن عمر نے کہا: حضور نے فتنہ کا ذکر کیا تو عثمان کے بارے میں کہا یہ مظلوم قتل ہوں گے۔

آیات قصاص کی تفسیر:

قصاص،خون کے بدلے خون کرنے کو کہا جاتا ہے۔

ای من قتل حال کونه مظلومافقد جعلنا لوالیه سلطانابأخذمقتضی القتل اعنی القصاص و الدیة۔

[اس کے آگے ہے (ترجمہ)] اس میں بڑی زندگی ہے اہل عالم کے لیے اگر وہ نہ ہو تو کوئی بھی کسی کے قتل ناحق سے خطرہ محسوس نہ کرے گا۔اس طرح قتل پر قتل ہوتے چلے جائیں گے دنیا میں ہر طرف فساد وقتال پھیل جائے گا۔اس قصاص کی صورت میں قاتل اول قبل از قتل اپنے قتل کیے جانے سے خوف زدہ ہوگا اور وہ قتل سے پہلے ہی اس فعل قبیح سے باز رہے گا یوں قصاص میں ہم سب کی حیات کے باقی رہنے کا موقع ہے۔صاحب کشاف نے السلطان کا معنی الحجۃ کیا ہے اور امام زاہد نے بھی۔مزید لکھا...

ففی الآیت دلیل علٰی انه اخذ القصاص للولی۔

(آیت میں دلیل ہے کہ قصاص لینا ولی کا حق ہے)(تفسیرات احمدیہ)

---سلطانافی استیفاء القصاص

(تفسیر کبیر)

---سلطانا ای قوہ و ولایۃعلی القاتل بالقتل

(تفسیر خازن)

كتب عليكم القصاص ---اس قصاص میں اے مومنوتمھارے لیے زندگی ہے کیونکہ جب رسم قصاص جاری ہو گی تو وہ سفاکی جوزمانہ جاہلیت میں تھی جاتی رہے گی۔نیز لوگوں کوعبرت ہو گی پھر آئندہ ہرکوئی قتل سے ہاتھ روکے گا۔آیات لا تقتلواالنفس التی حرم الله الا بالحق ---(اسراء)میں اس کی صراحت کردی کہ جومظلوم مارے جائیں اُس کے وراث کوشرع نے قدرت دی ہے کہ اُس قاتل کو مارسکتا ہے FN:یہ قتل بالحق ہے۔تفسیر حقانی۔

اختتامیہ:

اس مطالعہ قرآن،حدیث اور تفسیر سے یقین حاصل ہو گیا کہ حضرت عثمان غنی امام ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ اُن کے ورثا کا حق تھا اور اُنھیں نے یہ مطالبہ حضرت علی سے کیاتو پتہ چلا کہ ورثامقتول مظلوم نے مولی علی المرتضی رضی اللہ عنہ کوامام برحق مانا۔(الصواعق المحرقہ)

صدیوں پہلے منجانب اللہ نازل ہونیوالے قانون قصاص پر گزشتہ چند سالوں میں عمل کو معطل کرکے اُس کے برے نتائج پر پشیمان ہوئے ہیں اور اپنے سر پر پڑنے والی کی وجہ سے قصاصا قاتلوں کو سزا موت دینے کی طرف پلٹے ہیں۔ اے کاش کہ اسی طرح پورے نظام اسلام کے نفاذ و عملی ترویج میں اپنی بھلائی کو دیکھ لیں اور یوں ادخلوا فی السلم کا فةط کا عملی مظاہرہ ہو جائے۔

فتنة الافک

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم

ان الذین جآؤابا لا فک عصبة منکم لا تحسبوہ شرالکم بل ھوخیر لکم...و قالوا ھٰذا افک مبین

النور:۱۱۔۱۲۔

(واقعہ افک اللہ و رسولہ کے نزدیک آپ کے افضل ہونے کا بین ثبوت ہے)

حضرت الشیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا: افک عجیب و غریب واقعات سے ہے اور غصہ سے خون جگر ٹپکتا ہے۔ مدارج النبوۃ۔

افک: گھٹیا بہتان گھڑ کر پھیلانا۔ عصبۃ: دس سے چالیس تک لوگ۔

عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین سب سے زیادہ زبان دراز، بے تکی ہانکنے والا، افواہیں پھیلانے والا، دشمن رسول اللہ تھا۔

آقاء کائینات وجہ تخلیق مخلوقات سید الانبیاء فخر الرسل اعتماد المعصومین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ غزوہ بنی مصطلق FN:01 سے مدینہ منورہ آ رہے تھے۔ام المؤمنین حاجت بشریہ کے لیے پڑاؤ سے تھوڑا دور چلی گئیں۔آپکا ہار گم ہو گیا تو آپکو دیر ہو گئی اور قافلہ راوانہ ہو گیا۔عماری اٹھانے والوں کو اسکے خالی ہونے کا احساس نہ ہوا۔آپ چادر لپیٹ وہیں پڑ رہیں۔حضرت صفوان وہاں پہنچے تو آپ ان کے اونٹ پر قافلہ کے پیچھے آئیں۔اتفاقا منافقین کی نگاہیں آپ پر پڑیں اور انہوں نے رسول پاک ﷺ کو ایذا دینے کا اسے سنہری موقع سمجھا۔اور انہوں نے طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا۔آپ اپنے گھر میں بے خبر چند دن سخت بخار میں مبتلا رہیں۔آپ نے محسوس کیا کہ حضور ﷺ کے التفات میں کمی آئی ہے۔آپ بات چیت بھی اجنبی انداز میں کرتے ہیں۔حضور ﷺ گھر آتے حسب عادت السلام علیکم اہل البیت کہتے مگر آپ پر خاموشی کا غلبہ تھا۔

آپ حسب معمول ایک دن قضائے حاجت کے لئے ام مسطح صحابیہ کے ساتھ باہر جا رہی تھیں کہ ام مسطح نے کہا مسطح ہلاک ہو اور منہ کے بل گرے۔حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا تم بدری صحابی کو ایسا کہہ رہی ہو وہ تو السابقون الاولون المہاجرون سے ہے۔اس پر ام مسطح نے کہا تم تو مؤمنات غافلات سے ہو۔پھر منافقوں کی بہتان طرازی کا ذکر کیا یہ سنتے

ہی آپ کے دل ودماغ پر اندھیرا چھا گیا اور آپ گھر میں گر کر بے ھوش ہو گئیں۔اسی دن نہایت درجہ دل دردناک کے ساتھ آنحضورﷺ سے اجازت لے کر اپنے مایکہ تشریف لے گئیں۔ FN:02 وہاں اپنی والدہ سے عرض کیا کہ میرے بارے میں لوگوں میں کیا کچھ پھیلایا گیا ہے۔ والدہ محترمہ بولیں "بیٹی! حوصلہ رکھو تمہارا معاملہ ٹھیک ہو جائے گا۔غم نہ کرو خدا کی قسم کسی مرد کے پاس ایسی بیوی نہ ہوگی جو خوب رو، نیک خصلت، عظیم اور ذوالمرتبہ ہو۔شوہر بیوی سے اور بیوی شوہر سے حد درجہ محبت کرتے ہوں۔ بیوی شوہر پر جان چھڑکتی ہو۔ایسے میں بد خصلت لوگ ایسی باتیں بناتے ہی رہتے ہیں"۔فرماتی ہیں میں دن رات روتی رہتی۔سرمہ وغیرہ تک کا استعمال ترک کر دیا۔میرے ابو جان رات کو اپنے کمرہ میں مشغول تلاوت تھے۔ان تک میرے رونے کی آواز پہنچی تو تشریف لائے۔ان کی آنکھیں بھی بھر آئی ہوئی تھیں۔ مجھے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:"اے عائشہ صبر کرو دل پر مت لو، مت روؤ، انتظار کرو کہ حق تبارک تعالیٰ اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔حضور اکرمﷺ کا یہ حال تھا کہ میرے حال کے سبب غم زدہ رہتے۔ میری خستہ حالی کو ملاحظہ فرمایا تو خانہ نشین ہو گئے۔ آپﷺ نے حضرت اسامہ اور حضرت علی کو بلا بھیجا تا کہ وہ اپنا خیال ظاہر کریں۔حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہﷺ! ہم آپ کے اہل بیت میں

صرف خیر وخوبی جانتے ہیں اس کے علاوہ کچھ بھی ہمارے ذہن میں نہیں۔

حضرت علی نے فرمایا: یا رسول اللہ (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے عورتوں کی کمی نہیں کی۔ عائشہ کے سوا بھی عورتیں بہت۔ اس کی باندی بریرہ سے پوچھیں جو عائشہ کے ساتھ رہتی ہے وہ درست بات کہے گی۔ آپ ﷺ نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم نے عائشہ میں کوئی بات دیکھی؟

حضرت بریرہ نے عرض کیا: قسم اس اللہ کی جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا میں صرف یہ جانتی ہوں کہ وہ کم عمر لڑکی سی ہے۔ تجربہ کار عورت نہیں۔ اس کی بے خبری میں بکری آٹا کھا جاتی ہے۔ اتنی سی بالی عمریا تو ھے اسکی۔ میں نے اس میں قابل اعتراض بات نہیں پائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ (ﷺ) آپ کے جسم اقدس پر اللہ پاک نے مکھی کو بیٹھنے سے روکا ہے۔ تو اللہ العلیم آپ کے لئے یہ کیسے گوارا فرماتا کہ بری عورت آپ کے گھر کی زینت بنے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کا سایہ تک رب العزت نے نہیں بنایا۔ جو ایسی ویسی زمین پر پڑ سکتا تھا۔ جب اللہ جل وعلیٰ نے آپ کو سایہ کی نسبت سے اتنا اکرام بخشا تو آپ کے اہل بیت کے لیے کتنا اہتمام نہ کیا ہوگا۔

حضرت علی کا دوسرا قول: یا رسول اللہ آپ کے نعل مبارک پر کچھ لگ گیا جو

اللہ الغنی کو پسند نہ آیا۔آپ کو اس سے آگاہ فرما دیا۔رب قدوس کو گوارہ نہ ہوا کہ اس حالت میں آپ کا پیر اس جوتا میں رہے۔اگر کوئی ایسی بات ہونے والی ہوتی تو آپ کو ایسی عورت سے قبل ازین محفوظ فرما دیا ہوتا۔مطمئن رہیں۔عنقریب اللہ سبحانہ حقیقت سے پردہ اٹھادے گا۔

حضرت ابوایوب انصاری اور انکی اہلیہ کے درمیان مکامہ:ان ابا ایوب الا انصاری رضی اللہ عنہ قال لا م ایوب : الا ترین ما یقال ؟ فقالت : لو کنت بدل صفوان اکنت تظن بحرم رسول اللہ سوأ؟قال : لا۔ قالت : لو کنت بدل عائشة ما خنت رسول اللہ ﷺ فعائشة خیر منی و صفوان خیر منک (یعنی:ابوایوب انصاری نے اپنی بیوی سے کہا: دیکھتی ہو کیا کہا جارہا ہے؟انہوں نے کہا اگر تم صفوان کی جگہ ہوتے تو اہل بیت رسول کے لئے کوئی براخیال کرتے ؟انہوں نے کہا نہیں۔کہنے لگیں: اگر میں عائشہ کی جگہ ہوتی تو رسول پاک ﷺ کی خیانت نہ کرتی۔عائشہ تو مجھ سے بہتر ہیں اور صفوان تم سے۔)

حضرت ابن زید نے کہا:ذلک معاتبة للمومنین اذ المومن لا یفجر بامه ولا الام بابنها وعائشةام المومنین (یعنی:یہ تو مومنین پر عتاب ہوگا کوئی بھی مومن اپنی ماں سے بدی نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی

ماں اپنے بیٹے کے ساتھ اور عائشہ تمام مومن مردوں کی ماں ہیں۔)

(تفسیر کبیر)

مسجد میں استصار: آپ ﷺ نے مسجد میں بعد الخطبہ فرمایا: کون ہے میری مدد کرنے والا اس معاملے میں اس شخص کے مقابلے میں جس نے مجھے اور میری اہل بیت کو ایزا دی؟ فرمایا: قسم ہے اللہ کی میں اپنے اہل کے بارے میں سوائے پاک دامنی کے کچھ نہیں جانتا۔

منافقوں کے سردار عبداللہ کے خلاف آپ کا استصار سن کر سردار قبیلہ اوس حضرت سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اس کے خلاف میں نصرت کو حاضر ہوں۔ میں اس سے انتقام لوں گا۔ اگر وہ میرے قبیلہ سے ہوا تو میں خود اس کی گردن ماروں گا۔ اور اگر خزرج بھائیوں میں سے ہے تو ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ پھر سردار حزرج حضرت سعد بن عبادہ اٹھے اور کہا: ابن معاذ تم غلط کہ رہے ہو۔ اس پر حضرت اُسید نے ابن عبادہ سے کہا تم غلط ہو اور منافقوں کی طرف داری کر رہے ہو۔ الجھن بڑھنے سے پہلے ہی رسول اللہ نے سب کو خاموش کرا دیا۔

حضرت سید عائشہ صدیقہ معصومہ یہ سب کچھ اپنے مایکہ میں سنتی رہیں۔ آپ نے فرمایا: میں اتنا روئی کہ کلیجہ پھٹنے لگتا اور میرے والدین بھی رو دیتے۔ کئی دن گزرنے کے بعد اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لے

آئے ۔سلام کیا اور میرے پاس آ بیٹھے اور پوچھا عائشہ کیا حال ہے؟ میرے امی نے عرض کیا کہ سخت بخار ہے اور کپ کپا رہی ہے۔آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا: جب تم پاک و بری الذمہ ہو تو عنقریب اللہ پاک تمہاری پاک دامنی کا ارشاد فرمائے گا اور تمہیں اس تہمت سے بری قرار دے گا (حضرت علی نے بھی یہی فرمایا تھا) حضور ﷺ نے کچھ باتیں اور بھی کیں۔آپ کی باتیں سن کر میرے آنسوں کی جھڑی تھم گئی۔کیوں کہ آپ ﷺ کی باتوں سے مجھے بشارت حاصل ہوئی تھی اور میں بہت مسرور ہوئی تھی۔حضور ﷺ کے ادب سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے والدین خاموش رہے۔چناچہ ام المومنین ہم کلام رسول اللہ ﷺ ہوئیں اور عرض کیا: میں کم عمر ہوں آپ کی نسبت قرآن کم جانتی ہوں قسم بخدا آپ نے جو سنا اور آپ کے دل میں آیا جس کی آپ نے تصدیق فرمائی اب اگر میں عرض کروں کہ میں پاک وصاف ہوں تو آپ نہ مانیں گے۔اگر میں اس کا اعتراف کروں جس کے بارہ میں خدا کو بخوبی علم ہے کہ میں بری ہوں تو آپ اس کی تصدیق کریں گے؟ لھذا میں قسمیہ کہتی ہوں اور اپنے اور آپ کے بارے میں صرف وہی قرآن میں پاتی ہوں جو حضرت ابو یوسف علیم السلام نے فرمایا: فصبر جمیل واللہ المستعان علیٰ ما تصفون پھر آپ توکل بخدا چپ ہوگئیں۔اور اپنے بستر پر آ

لیٹیں۔فرماتی ہیں کہ مجھے امید تھی کہ اللہ علیم میری برائت فرمادے گا مگر میں نہ سمجھتی تھی کہ میرا معاملہ قرآن میں مذکور ہوگا اور وحی متلو بن جائے گا۔میرا اندازہ تھا کہ حضور کو خواب وغیرہ کے ذریعے میرے عفیفہ ہونے کا بتایا جائے گا FN:03۔نیز فرمایا خدا کی قسم حضور ابھی تک وہیں تشریف فرما تھے کہ نزول وحی ہونے لگا۔اس کیفیت سے جب سرکار ﷺ فارغ ہوئے تو نہایت درجہ مسرور و تبسم کناں تھے۔آپ اتنے خوش ہو کر ہنسے کہ داڑھیں چمک اٹھیں۔پہلی بار جو آپ کے حق بیان دہن پاک سے برآمد ہوئی وہ یہ تھی: اے عائشہ خوش ہو جا تجھے اللہ تعالیٰ نے بری کر کے تمہاری پاک دامنی بیان کر دی۔اور تمہارے معالے میں قرآن نازل فرمایا۔FN:04 حضرت عائشہ کو ان کی امی نے حضور ﷺ کے پاس جانے کو کہا وہ لپک کر کہنے لگیں بخدا نہیں جاؤں گی۔میں تو اپنے اللہ رب العلی کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری عفت کے بارہ میں قرآن اتارا۔حضور نے آپ کا ہاتھ تھاما مگر آپ کھچنے لگیں۔آپ پر ایک عجیب مدہوشانہ کیفیت طاری تھی تو حضور ﷺ نے نازل شدہ آیات تلاوت فرمائیں۔پھر فرحاں وشاداں مسجد میں آئے اور سب صحابہ کے سامنے خطبہ کے بعد آیات برائت عائشہ طاہرہ صدیقہ تلاوت فرمائیں۔پھر آپ ﷺ نے تہمت لگانے والوں پر حد جاری فرمائی۔

خلاصہ:

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو برائی کا بدلہ اچھائی سے دیتے ہیں۔ یہ مرتبہ سب لوگوں میں بلند ترین لوگوں کا ہے۔

یہ اخص خواص کا طریقہ ہے اور صدیقوں کا مقام ہے۔

آپ کی افضلیت اس سے ثابت ہے کہ اتنی بڑی آزمائش سے گزریں۔ ایک لمبے عرصہ تک تکلیف برداشت کی ، اپنے محبوب شوہر کی جدائی برداشت کی ، عظیم مصیبت پر صبر کیا۔ آپ کا بیان لینے رسول اللہ ﷺ خود تشریف لائے۔ صحابہ کرام نے آپ کی مدح کی۔ پورے مسلم معاشرے نے آپ کی تکلیف کو محسوس کیا۔ آپ کی اداسی میں ہر کوئی اداس رہا حتی کہ رسول پاک بھی۔ بڑی عظیم ہستیوں نے آپ کی عفت بیان کی۔ حتیٰ کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اور سب سے بڑھ کر اللہ اکبر نے آپ کی صفائی اور برائت کا ذکر کیا۔ جس طرح قرآن نے حضرت صدیق اکبر کو اتقی قرار دیا۔ اسی طرح قرآن نے صدیقہ کبریٰ کو ازکی قرادیا۔ اور قرآن نے فرمایا:

<u>ان الذین یرمون الغافلات المومنات لعنوا فی الدنیا ولآخرہ...</u>

الحاشیہ:

FN:1۔اسلام نے والدین کواپنی اولاد کی تعلیم کا ذمہ دار بنایا ہے۔اپنی اس ذمہ داری سے غافل نہ رہنا چاہے۔اس غفلت کے سبب کتنی ہی نسلیں تعلیم سے محروم ہونے کے سبب اپنے ہی دین سے بے خبر ہیں۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر کوئی اپنے معاملات دینیہ ودنیویہ حل کرنے میں من مانی کا شکار ہو کر دین سے اتنا دُور ہو گیا ہے کہ اب مسلمان ہی نظر نہیں آتا یا پھر جعلی لوگوں نے اُن کو مسلمان ہی نہیں رہنے دیا۔

FN:2۔حضرت عائشہ کا نکاح جب حضرت سیدالانبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے ہوا تھا آپ کی عمر بمشکل 6سال تھی آپ کے والدین نے اپنی لختِ جگر، دل جوئی رسول اللہ کے لیے وقف کردی۔وہی ایسا کر سکتے تھے کیونکہ وہ تھے ہی فدائیان دین اسلام۔

FN:3۔الحدیث النبوی ہے۔

FN:4۔کسی علم میں امام وہ ہوتا ہے جو اُس علم کی انتہاء کو پہنچ چکا ہو اور دوسروں کے لیے سند کی حیثیت حاصل کر چکا ہو۔

FN:5۔ملاءاعلیٰ آسمان کے اُوپر کے جہان کو کہتے ہیں جہاں فرشتے بستے ہیں۔

F N : 6۔یہ لفظ رسول اللہ ﷺ کو بہت پیارا تھا اور آپ پیار سے ام المؤمنین کو حمیرا ی کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔

FN:7۔فقہ وہ علم ہے جس میں عقائد سے بات ہو تو اُسے فقہ اکبر اور اگر اعمال سے بات ہو تو اُسے فقہ اصغر کہتے ہیں۔آج کل فقہ اکبر کو علم الکلام کہتے ہیں۔

FN:8۔قرآئت کا ترجمہ ہے منہ سے پڑھنا مگر یہ قرآئت وہ ہے جو قرآن کی متعدد نازل شدہ صورتوں سے تعلق رکھتی ہے۔

FN:9۔تاریخ العرب کو کہتے ہیں۔

FN:10۔لغات کا علم۔

FN:11۔زندگی کی کشتی کا محافظ یعنی شوہر۔

FN:12۔رسول اللہ ﷺ کا طرز جو نہایت درجہ عمدہ ہے۔

FN:13۔مجاہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین۔

FN:14۔جنگ کرنا۔

FN:15۔حقیقت محمدیہ کیا ہے؟ اللہ جانے یا اُس کا رسول۔اسی کو کبھی نور تو کبھی نور من نور اللہ سے تعبیر کرتے ہیں کہ آپ کی حقیقت کو ذات الٰہی لیس کملثہ شئی نے خود خلق فرمایا (الحدیث المقبول) اسی کو ذات محمدیہ بھی کہتے ہیں حقیقت الاسمائیہ اور لوح محفوظ بھی۔

FN:16۔جنت کا وہ مقام جہاں حضور ﷺ کو اللہ لیس کملثہ شئی سے خصوصی قرب حاصل ہوا حظیرۃ القدس اللہ پاک کی خاص بارگاہ

کو بھی کہتے ہیں۔

FN:17۔ نبی مکرم ﷺ کو اللہ جل شانہ کی طرف سے جبرائیل امین نے جنتی کپڑے پر ام المومنین کی تصویر دکھا کر کہا تھا کہ یہ ہیں آپ کی ہونے والی بیوی صاحبہ نیز یہ کہ اُن کا نکاح اللہ پاک نے آپ سے کیا ہے۔ (الحدیث)

FN:18۔ اہل عرب کا پسندیدہ ترین کھانا جس کو دیگر تمام کھانوں پر فضیلت ہے۔

FN:19۔ یہ ہار آپ نے اپنی سوکن سے عاریتاً لیا تھا۔ گم ہونے کے بعد آیت تیمم نازل ہوئی پھر وہ ہار بھی مل گیا۔ (اللہ خیر الماکرین)

FN:20۔ علاقہ خیبر کی فتح کے بعد۔

FN:21۔ قرآن کریم کی تصریح ہے کہ ام المومنین کا مکان جس میں حضور ﷺ کے ساتھ رہیں اور جسے حجرہ کہتے ہیں منسوب بہ ام المومنین ہے یعنی اُنہی کی ملک تھا (وقرن فی بیوتکن ...احزاب) اُس حجرہ شریفہ میں حضور اکرم مع ابوبکر الصدیقؓ و عمر الفاروقؓ جلوہ گرہ ہیں۔

FN:22۔ حدیث کے مطابق جو جس کام کی ابتداء کرتا ہے اُسے ہمیشہ اُس کا ثواب ملتا رہتا ہے جب بھی عمل کیا جائے کوئی بھی کرے سب کے برابر اول محدث کو ثواب ملے گا۔

FN:23۔ یہ ایک بہت بڑا شاعر تھا۔

FN:24۔صحابی رسول ہیں جو عمزادہ رسول اللہ وعلی المرتضی ہیں۔

FN(مگر یہ خیال رہے کہ قصاص کا حق تو مقتول کے ولی کو ہے مگر یہ کام عدالت کرے گی کوئی از خود ایسا کرنے کا حق نہیں رکھتا۔یہی وجہ تھی کہ حضرت عائشہؓ ومعاویہ رضی اللہ عنہما نے حضرت علی امیر المؤمنینؓ سے قصاص کا مطالبہ کیا تھا۔

FN:01یہ لوگ ابن ابی کے گہرے دوست رہے تھے۔

FN:02۔عورت کا بے اجازت شوہر گھر سے نکلنا اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے۔

FN:03مدعٰی علیہا کا بیان لینے تشریف لائے ،انہیں بیان پر آمادہ فرمایا جب وہ ہو چکا تو فیصلہ خداوندی نازل ہوا۔

FN:04طریقہ یہی ہے کہ مدعی اپنا دعوی بیان کرے۔مدعی کیونکہ منافقین تھے جن سے چند مخلص مومن متاثر ہوئے تھے منافقین ہفوات بکتے پھرتے تھے مگر ام المومنین نے خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔طریقہ کے مطابق جب تک مدعٰی علیہا اپنا بیان ریکارڈ نہ کرائے عدالت فیصلہ نہیں دیتی ورنہ کاروائی یکطرفہ ہو جاتی ہے۔لہذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے سسرال تشریف لا کر مدعی علیہا کو باتوں ہی باتوں میں اکسایا تو انہوں نے بیان دے دیا۔چنانچہ فیصلہ خداوندی نازل ہوا۔

[اس تصنیف میں جملہ حدیثیں صحیح اور حسن ہیں اور افک کہ بارہ میں قرآن احادیث وسیر کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔]

دعاء بدرگاہ مجیب الدعواۃ

اے اللہ۔ مالک یوم الدین۔ اس مبارک کتابچہ کو شرف قبول سے نواز کر اس عاجز وحقیر کو ان لوگوں کے زمرہ میں شامل فرما دیں جن کے حق میں : اولئک کان سعیهم مشکورا فرمایا۔

آمین۔

والصلاۃ والسلام علی النبی الامی الامین وعلی آلہ وصحبہ المکرمین المنعمین علیهم واجعلنافی زمرتهم یارب العلمین۔

الصواب من اللہ والخطاء منی ۔من سترالناس، ستره اللہ۔

النبراس